18.7.2020

Name – Afai Rashid
Asst. Professor (Urdu) R N COLLEGE
HAJIPUR, BRABU, MOZAFFARPUR

موضوع — لینن خدا کے حضور میں (بال جبریل) علامہ اقبال

BA(H) - PART II

لینن خدا کے حضور میں

عصر حاضر کا یہ مشہور روسی انقلاب پسند اور مادہ پرست کارل مارکس کے فلسفے کا شارح ہے ۔ ۱۸۷۰ء میں سمبرسک واقع صوبہ کازان میں اس کی پیدائش ہوئی تھی ۔ اس کا اصلی نام ولادیمیر ایلیچ یولیانوف تھا ۔

۱۹۰۲ء سے لے کر ۱۹۱۷ء تک وہ انقلاب روس کے لیے سرگرم عمل رہا ۔ ۱۹۱۷ کے روسی انقلاب میں اشتراکیت کے پیروؤں نے زار روس سے بڑھ کر مطلق العنانی کی زندگی بسر کی ۔

اس نے ۱۹۲۴ میں وفات پائی ۔

اس نظم میں اقبال کی مضمون آفرینی یعنی قوت اختراع اور حقیقت نگاری یعنی کمال فن کا نہایت خوش آئند امتزاج پایا جاتا ہے ۔ اقبال نے اسی قوت اختراع کو تازہ کاری سے تعبیر کیا ہے ۔ کہتے ہیں

فروغ آدم خاکی ز تازہ کاری ہاست
مہ و ستارہ کنند آنچہ پیش ازیں کردند

Scanned with CamScanner

ناظرین اس بات سے واقف ہیں کہ لینن نے خدا سے کوئی خطاب
نہیں کیا ہے — یہ ساری باتیں اقبال کی قوت تخیل کا کرشمہ ہیں لیکن
کمال فن یہ ہے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ سب حقیقت پر مبنی ہے کوئی
بات صداقت سے پرے نہیں ہے۔

چونکہ لینن کی طرح اقبال بھی سرمایہ پرستی کے خلاف تھے اس
لیے انہوں نے اس کی زبان سے اپنے خیال کا اظہار کیا ہے تاکہ نظم میں
ڈرامائی تاثر پیدا ہو سکے — اور یہی وہ فن ہے جو اثر آفرینی کے
لحاظ سے تمام اسالیب بیان پر فوقیت رکھتا ہے۔

پہلا شعر قرآن مجید کی تعلیم سے ماخوذ ہے — یعنی اللہ کی ہستی کے
دلائل کائنات میں بھی موجود ہیں اور خود انسان کے اندر بھی۔
شرط یہ ہے کہ وہ غور و فکر سے کام لے۔

لینن کہتا ہے کہ اے خدا! تیری ہستی کے دلائل، نفس اور آفاق
دونوں میں موجود ہیں اور حق بات یہ ہے کہ تو حی اور قیوم ہے۔
دوسرے شعر اور چوتھے شعر میں خرد کے نظریات سے عقلی دلائل
مراد ہیں — جن کی کیفیت یہ ہے کہ وہ مدار یقین نہیں بن سکتے — کیونکہ
اگر ایک فلسفی آج ہستی باری تعالیٰ کی ایک دلیل قائم کرتا ہے تو کل

Scanned with CamScanner

دوسرا لفظ اس میں غلطی کا احتمال پیدا کر دیتا ہے اور غلطی کا مسلّم اصول یہ ہے کہ اگر قضایا میں غلطی کا احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

فطرت کے سرود ازلی سے وہ حقائق و معارف مراد ہیں جو صرف وحی و الہام کی بدولت منکشف ہو سکتے ہیں۔

بینائے کواکب اور دانائے نباتات سے سائنس دان مراد ہے۔ کلیسا کے خرافات سے عالم آخرت مراد ہے چونکہ لینن مادہ پرست تھا اس لئے وہ اس عقیدہ کو خرافات سمجھتا تھا۔

کہتا ہے اے خدا! میں چونکہ مادہ پرست تھا اور صرف عقلی دلائل پر بھروسا کرتا تھا اور عقلی دلائل کا کوئی اعتبار نہیں۔ آج ایک بات عقل کی رو سے صحیح ثابت ہوتی ہے کل وہ بات اسی عقل کی رو سے غلط ثابت ہوتی ہے اس لئے میں یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ تو ہے یا نہیں ہے۔ میں تو ایک سائنس دان تھا اور سائنسدان وحی و الہام پر یقین نہیں رکھتے۔ اسی لئے میں کسی نبی یا رسول پر بھی ایمان نہیں لا سکا۔ لیکن آج جب میں تیرے حضور میں حاضر ہوں اور اپنی

آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں تو کس طرح شدید انکار کر سکتا ہوں۔ میں تو مادہ پرست تھا اس لئے مرنے کے بعد کی زندگی کا قائل نہیں تھا اور عالم آخرت کو خرافات سے تعبیر کیا کرتا تھا لیکن اب جب کہ میں نے اس عالم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو اس کا کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ پانچویں، چھٹے، ساتویں اور آٹھویں شعوری زمانے ہیں۔ اے خدا آج معلوم ہوا کہ ہم تو زمان و مکان کی قید میں ہیں اور تو زمان و مکان کا خالق ہے

اے خدا! جب تک میں زندہ رہا ایک بات ہمیشہ کھٹکتی رہی جس کا جواب کسی فلسفے کی کتاب میں موجود نہیں۔ چونکہ میرے دل میں جذبات اور جذبات کا ہیجان ہے اور تو واقف ہے کہ ایسی حالت میں آدمی گفتار کے اسلوب پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ یعنی اس کی گفتگو میں کہیں کہیں گستاخی اور بے باکی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر میری گفتگو حد ادب سے متجاوز ہو جائے تو مجھے معاف کر دینا۔

اے خدا! میں بڑے ادب و احترام سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیسے آدم کا خدا یا معبود ہے؟ اس سوال کا پس منظر یہ ہے کہ دنیا کے علاوہ بنی آدم اور کسی کرہ ارض میں نہیں ہیں۔ اور دنیا میں جو لوگ بستے ہیں وہ مجھے اپنا معبود سمجھتے ہیں تو کچھ عذر تھا

پھر میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ "وہ کونسا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود"؟

میں نے خوب غور و فکر کیا تو پایا کہ دنیا میں کوئی شخص شیدہ پرستش نہیں کرتا کیونکہ مشرق تو مغرب کو اپنا خدا سمجھتے ہے اور مغربی لوگ دولت کو اپنا سرمایہ اور معبود مانتے ہے۔

اے خدا! اس میں شک نہیں کہ یورپ میں سائنس اور فلسفہ ترقی پذیر ہے اور علوم و فنون کی بدولت اس خطے کے لوگ سارے دنیا پر حکومت کر رہے ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ مرکز ظلمات ہے چشمۂ حیوان سے محروم ہے یعنی یہ قومیں روحانیت سے عاری ہیں کیونکہ موت کے بعد کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے۔
یہی وجہ ہے کہ بینک گرجا گھروں سے زیادہ عالیشان اور پر رونق ہیں۔ سود و زیاں کا کاروبار پھل پھول رہا ہے۔ یہ عالم انسانی کے لئے مرگ ناگہاں کا پیغام ہے۔

یہ مغربی سرمایہ دار اقوام کہاں پر تو مساوات کا تعلیم

دشمن ہیں لیکن اپنے تدبر اور اپنی حکمت کے بل بوتے پر محکوم
اقوام کا خون چوستی ہیں - اور جس تہذیب پر انہیں ناز ہے
اس کے نتائج اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلے کہ دنیا میں عریانیت،
شراب نوشی بیکاری اور مفلسی عام ہو گئی -

حقیقتاً جو قوم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں رکھتی
اخلاق حسنہ اور نیکی سے محروم ہو جاتی ہیں - وہ مادیت میں تو
ترقی کر سکتی ہے لیکن روحانیت میں کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتی -

مشینوں کے ایجاد سے سرمایہ داروں کی دولت میں تو اضافہ
ہوتا ہے لیکن مروت اور شرافت کے جذبات مردہ ہو جاتے ہیں -

اگرچہ مزدور یہ جان چکے ہیں کہ سرمایہ دار ان کا لہو پی رہے ہیں
لہذا سرمایہ دارانہ نظام بھی متزلزل ہے -
لیکن اے خدا! اس میں شک نہیں کہ مزدوروں کی زندگی آج بھی
عذاب ہے - سرمایہ داری کا خاتمہ ہی ان کے درد کا مداوا ہے -